حاملانِ قرآن

حضرت داؤد عمادیؒ

(جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی، ایس سی، علیگ)

اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَحَافِلُ

نہایت متبحر علامہ، صاحب الفضل والکرامہ، علوم قرآن وحدیث میں یگانہ، ادب ولغت میں یکتائے زمانہ، تفقہ فی الدین میں فردِ کامل، استنباطِ احکام میں مشار بالانامل۔

اسم شفا ایک شخص کو حضرت سے انکار تھا اور اس میں سخت اصرار تھا، ایک شب دردِ شکم میں مبتلا ہوا جس قدر تدبیریں کی گئیں درد بڑھتا ہی گیا، اُسی گھر میں حضرت کے ایک ارادت مند بھی فروکش تھے، عجز طبیب و بیقراری مریض پر ان کو رحم آیا۔ دردمند کو سیدھا لٹایا، بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کے بعد، "حضرت سید داؤد و طعام پانی ہضم" کہتے جاتے تھے اور اس کے شکم پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے، چند دقیقے میں درد جاتا رہا اور شفا ہوگئی، یہ کلمات اُسی زمانہ سے آل عماد میں معمول بہا ہیں اور ہزار بار تجربہ میں آچکے ہیں۔

مزار مبارک رود دلیصو سے کسی زمانہ میں میرزا جیون بیگ نے ایک آبگیر نکالی تھی جسے "پوکھر" کہتے ہیں اس کے دہانہ پر ایک مزرعہ ہے جو بہرۂ آب ہونے کے باعث بہرہ مشہور تھا اور اب اسی کو سوقیت سے

اِشباع کے ساتھ ہمارہ بنا دیا ہے، بہرہ وآبگیر کے مابین ایک افتادہ و بلند قطعہ ہے جس کے گوشہ میں حضرت محوِ خواب ہیں اور وہیں حضرت قطب بھی آسودۂ استراحت ہیں، رضی اللہ عنہما۔

مجلس درس | مجلس درس ایک خبار دریس میں ہوتی تھی جس کا اثاث تک مدرس تھا، بیرون خبار کچھ برقع پوش نیک عورتیں بھی سماعت درس کے لیے حاضر تھیں اور حاضرین کی خواہش تھی کہ ان جواہر لآلی سے کسی کے دامان گوش خالی نہ رہیں، افتتاح خطاب کے ساتھ ہی ایک صاحب نے عرض کی :- یا حضرت ان نیچی نظر والوں کو اونچا سنائی دیتا ہے، کوئی اطرش ہے کوئی بہرا، کوئی حسِّ سمع سے بے بہرہ، لہٰذا ضروری ہے کہ صوت خطاب جہوری ہو۔ فرمایا :-

کوئی گونگا ہے نہ بہرا۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا۔

حُزنِ یعقوب | بہانہ جویوں کو موقع مل گیا، فوراً بول اُٹھے :- یا حضرت، اسی کے بعد جو آیت ہے اس میں حضرت یعقوب ؑ کا برا حال دکھایا ہے کہ فراق یوسف ؑ میں اُنکی آنکھیں جاتی رہیں، اندھے ہو گئے، یہ تو پیغمبروں کی شان نہیں۔

لِاَنَّ هٰذَا اظهارٌ للجزع، وجارٍ مجرى الشكاية من اللهِ، وَاِنَّهٗ لا يحسن بالانبياء الذين يجب عليهم ان يفوضوا امورهم الى اللهِ فی الباسآء والضرّآء وحين الباس۔

یہ تو جزع وفزع کا اظہار ہے، اس سے تو اللہ کی شکایت نکلتی ہے۔ پیغمبروں کے لیے یہ مناسب نہیں، اُن پر تو یہ لازم ہے کہ رنج وغم وضرر و زحمت ہر حال میں اپنے تمام معاملات کو اللہ ہی کے سپرد کیے رکھیں۔

فرمایا، پوری آیت یوں ہے :-

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ

یعقوب ؑ نے اپنے بال بچوں سے منہ موڑ لیا اور کہا : یوسف پر ہائے افسوس، رنج سے یعقوب ؑ

كَظِيمٌ۔ قَالُوا تَاللهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ
حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا اَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ
قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللهِ وَاَعْلَمُ
مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا
مِنْ رَّوْحِ اللهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ
اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ،

کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں۔ بایں ہمہ وہ غم کو کھائے اور رنج کو دبائے رہتے، سب نے کہا، تو یوسف کو یاد کرنے سے باز نہ آئے گا جب تک کہ تیرے جسم و عقل میں فساد نہ آئے یا تو ہلاک ہونے والوں میں داخل ہو جائے، یعقوب ؑ نے کہا میں تو صرف اللہ ہی کی جناب میں اپنی شکایت اور اپنے رنج کو پیش کرتا ہوں اور اللہ کی نسبت جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اے میرے بچو، جاؤ جا کے یوسف اور اس کے بھائی کی آہٹ لو، اللہ کے فضل سے ناامید نہ ہو، اللہ کے فضل سے بجز ان لوگوں کے جو کافر ہیں اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

فرمایا:- سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ واللہ اکبر

کیا غم ہے مزہ کا کہ طبیعت نہیں بھرتی

فراق میں نالہ، رنج و غم اللہ کے حوالہ، کلام اللہ کی یہی آیتیں یعقوب علیہ السلام کی کیا کیا شانیں دکھاتی ہیں ؎

با خدا باش ہر چہ خواہی کن

اللہ تعالیٰ نے انھیں کظیم فرمایا ہے یعنی رنج و غم سے زار و نزار رہتے؛ اس پر بھی نہ بے صبر تھے نہ بے قرار تھے۔

عرض حال کرتے ہیں تو اسی معبود مطلق سے، استغاثہ ہے تو خدائے برحق سے، نہ مخلوق کے آستانہ غیر اللہ سے سروکار، نبوت کی بارگاہ ہے جہاں اللہ ہی اللہ ہے،

اللہ کے فضل پر اتنا وثوق ہے کہ یوسف کی سنانی سبھی سناتے ہیں مگر وہ کسی یقین نہیں لاتے

وفورِ فضل کی فراوانی بحرِ کرم کی بے پایانی پر جس کی نظر ہو وہ کسی بات سے کیوں مضطر ہو۔

سالہا سال گزر چکے ہیں گم گشتہ کا نشان تک مفقود ہے پھر بھی اللہ کے فضل سے ناامید نہیں ہوتے۔ ع

نومید مشو کہ ناامیدی کفر است

لانّ الیاس من رحمة اللہ تعالیٰ لا	اللہ کی رحمت سے ناامیدی اسی وقت ہوگی
یحصل الا اذا اعتقد الانسان ۔	جب انسان اعتقاد کرے کہ : ۔
ان الالٰہ غیر قادر علی الکمال	اللہ اس کام کے پورے کرنے پر قادر نہیں
او غیر عالم بجمیع المعلومات	یا تمام معلومات پر حاوی نہیں
او لیس بکریم بل ھو بخیل	یا اللہ کریم نہیں بخیل ہے (معاذ اللہ)
وکل واحد من ھذہ الثلاثة یوجب الکفر	ان تینوں باتوں میں سے ہر ایک بات موجب کفر ہے
فاذا کان الیاس لا یحصل الا عند حصول	جب ناامیدی انھیں تینوں باتوں میں سے
احد ھذہ الثلاثة وکل واحد منھا	کسی ایک کا ثمرہ ہے تو ظاہر ہے کہ ناامیدی اسی کو ہوگی
کفر ثبت أن الیاس لا یحصل الا لمن	جو کافر ہو اور خدا کی خدائی کا منکر
کان کافراً	ہو ۔

فرمایا:۔ یعقوب علیہ السلام کی اس شان اور اس علوِّ ایمان سے اللہ تعالیٰ مومنین کو تعلیم دیتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ابتلا نازل ہو مگر مومن کی یہی شان ہے کہ کسی حال میں بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔

دلم رساکن بیت الحزن عجب وار د! کہ رو بحضرت حق در ہوائے فرزند است

عرض کی یا حضرت ایک کے لیئے تمام اولاد سے منہ موڑ لینا اور پھر حادثہ بن یامین کا پیش آئے اور تاسف یوسف پر ہوں اس کے کیا معنی ؟

رونے سے ہیں کام کسی کی خبر آسے

فرمایا:- الاسی یبعث الاسی تمیم اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے:-

لقد لامنی عند القبور علی البکا رفیقی لتذراف الدموع السوافك

(قبروں کے پاس رونے سے میرے ساتھی نے مجھے ملامت کی کہ اس اشک خون ریزے سے کیا فائدہ)

فقال أتبکی کل قبرٍ رأیته لقبرٍ ثوی بین اللوی والدکادك

(اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ تو ایک خاص قبر کے لئے جو مقامات لوی و دکادک کے درمیان ہے جس قبر کو دیکھتا ہے رونے لگتا ہے) فقلت لہ ان الاسی یبعث الاسی فدعنی فھذا کلہ قبر مالك (میں نے جواب دیا کہ رنج سے رنج برانگیختہ ہوتا ہے، مجھے نہ چھیڑو، میرے نزدیک تو یہ سب قبریں مالک ہی کی ہیں)

حقیقت استرجاع عرض کی:- کیا یہ مناسب نہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر شدید مصیبت نازل ہوئی تھی تو بجائے اظہار اسف وحزن کے اِنا للہ و انا الیہ راجعون کہتے کہ پروردگار کی جانب سے صلوات ورحمت کے مستحق ٹھہرتے اور مہتدی بنتے۔

فرمایا:- ایک روایت یہ بھی ہے کہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا) خصیصۂ امت محمدیہ ہے لیکن یہ روایت قوی نہ ہوگی اس لئے کہ اِنّا لِلّٰہ سے مراد یہ ہے کہ انا مملوکون لِلّٰہِ وھو الذی خلقنا واوجدنا (ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی وجود میں لایا) اور انا الیہ راجعون (ہم اسی اللہ کی جانب لوٹنے والے ہیں) اس میں حشر اور قیامت کی جانب اشارہ ہے۔

کوئی خدا پرست قوم ممکن نہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے مفہوم سے بے خبر ہو

میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کے ان اقوال میں :-

(۱) فصبرٌ جمیل -

(۲) عَسَی اللہ ان یاتِینی بھم جمیعًا -

(۳) انہ ھو العلیم الحکیم -

(۴) انما اشکوا بثّی وحزنی الی اللہ -

(۵) واعلم من اللہ مالا تعلمون -

(۶) لاتیأسوا مِن روح اللہ

(۷) لاییأس من روح اللہ اِلّا القوم الکافِرون -

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ کا پورا مفہوم موجود ہے -

سفیدی چشم یعقوبؑ رہی یہ بات کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی آنکھیں فرطِ گریہ سے اندھی ہوگئی تھیں تو یہ بھی خلاف واقع ہے' کلام اللہ میں غلبۂ بکا سے آنکھوں کے سفید ہو جانے کا تذکرہ ہے' اندھے ہونے کا تذکرہ نہیں ہے'۔

وعند غلبۃ البکاء یکثر الماء فی العین فتصیرُ العین کانھا ابیضت من بیاض ذٰلِکَ الماءٓ — جب گریہ غالب ہوتا ہے تو آنکھ میں آنسو بھر جاتا ہے' اس حالت میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سفیدی آب دیدہ کے باعث گویا دیدے سفید ہو گئے ہیں -

وقولہ وابیضت عیناہ من الحزن کنایۃٌ عن غلبۃ البکاء — اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں حزن سے سفید ہو گئیں بطور کنایہ اس سے غلبۂ بکا ہی مراد ہے -

وَالدّلیلُ علی صحۃ ھذا القول ان تاثیر الحزن فی غلبۃ البکاء لافی حصول العمی — اس بات کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حزن کی تاثیر گریہ غالب ہونے میں ہے' نابینا ہو جانے میں نہیں ہے

فالاحسن ان یحمل الابیضاض علی غلبۃ البکاء لا علی العمی ۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ آنکھوں کے سفید ہو جانے کو غلبۂ بکا پر محمول کیا جائے، نابینائی پر محمول نہ کیا جائے۔

رد بصر عرض کی:۔ فراق یوسف میں اگر یعقوب اندھے نہیں ہوئے تو قمیص یوسف کے لیجانے اور اس کے باعث دوبارہ بصیر ہو جانے کے کیا معنی؟

اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۔

یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا میرے اس قمیص کو لے جاکے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو، ان میں بصارت آجائیگی اور تم لوگ اپنے تمام گھر والوں کو لے کے میرے پاس آجاؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الۡعِيۡرُ قَالَ اَبُوۡهُمۡ اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ ۔

جب قافلہ جدا ہوا یعنی مصر سے کنعان کو چلا تو یعقوبؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے تو حقیقت میں یوسفؑ کی ہوا آرہی ہے، اُن کی خوشبو پا رہا ہوں اگر تم مجھے خرافت سے منسوب نہ کرو۔

فَلَمَّاۤ اَنۡ جَآءَ الۡبَشِيۡرُ اَلۡقٰىهُ عَلٰى وَجۡهِهٖ فَارۡتَدَّ بَصِيۡرًا

جب بشارت دینے والا آیا، یوسفؑ کے قمیص کو یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا تو پھر سے بصارت آگئی۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّـكُمۡ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔

یعقوبؑ نے کہا: کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی نسبت جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

تحقیق رد بصر فرمایا:۔ آیات و روایات کے درمیان توفیق تطبیق دی جا چکی ہے:۔

علم یوسف ان اباہ ما صار اعمی الا انہ من کثرۃ البکاء وضیق القلب ضعف بصرہ فاذا القی علیہ قمیصہ

یوسفؑ کو علم تھا کہ یعقوبؑ اندھے نہیں ہوئے البتہ کثرت گریہ و تنگدلی سے بصارت میں ضعف آگیا ہے، میرا قمیص اگر اُن پر ڈال دیا گیا تو اُن کے

فلابد ان ینشرح صدره وان یحصل فی قلبه الفرح الشدید وذلک یقوی الروح ویزیل الضعف عن القویٰ فحینئذٍ یقوی بصره ویزول عنه ذلك النقصان

سینہ میں انشراح پیدا ہوگا اور لامحالہ ان کے دل کو نہایت فرحت ہوگی۔ جس سے روح میں طاقت آئیگی اور قوتوں میں جو ضعف آگیا ہے وہ زائل ہوجائیگا نتیجہ یہ ہوگا کہ بصارت قوی ہوجائیگی اور یہ نقصان جو بینائی میں اس وقت آچلا ہے جاتا رہیگا۔

وقوله فارتد بصیرا" ای لما القوا القمیص علی وجهه وبشّر بحیاة یوسف علیه السلام عظم فرحه وانشرح صدره وزالت احزانه فعند ذلك قوی بصره وزال النقصان عنه۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یعقوب کو پھر سے سوجھنے اور دکھائی دینے لگا اس کے یہ معنی ہیں کہ یعقوب علیہ السّلام کے منہ پر جب قمیص کو ڈالا اور یوسف علیہ السّلام کی زندگی کی انہیں خبر ہوئی تو بہت ہی خوش ہوئے، سینہ جو منقبض ہو رہا تھا کھل گیا، رنج و غم جاتے رہے، جب یہ کیفیت ہوئی تو بصارت میں بھی قوت آگئی اور قلت بصارت کی شکایت جاتی رہی۔

جب گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا

عبادت تا بہ یقین

فرمانے لگے کائنات کی ہر شئے مظنون ہے یقین صرف موت کا نام ہے، حیف ہے کہ انسان ظن کے درپے رہے اور یقین سے غافل ہوجائے۔

مستفیدین نے سند پوچھی تو فرمایا:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔

اپنے پروردگار کی اس وقت تک عبادت کرتے رہو جب تک کہ یقین نہ آجائے۔

غرض کی ایک جماعت صوفیہ تو اسی سے استدلال کرتی ہے کہ شان ربوبیت کے

کے متعلق انسان جب درجۂ یقین تک پہونچ جائے تو عبادات کی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے۔

فرمایا:-

(۱) یقین جو ظن کے بالمقابل ہے اُس کے لئے "اِتیان" نہیں لاتے۔

(۲) کلام عرب میں موت کو یقین بھی کہتے ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے یہاں یقین کی تفسیر موت سے کی ہے۔

(۴) القرآنُ یُفسّرُ بعضُہٗ بعضًا۔ دیکھو کفار جہنم میں مبتلائے عذاب ہیں پوچھا جاتا ہے "مَا سَلَکَکُمْ فِی سَقَرَ" تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ عرض کرتے ہیں:- لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ' ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے' وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ' محتاج کو کھلاتے نہ تھے' وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ۔ اور خوض کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی اسی دھن میں لگے رہتے تھے' حَتّٰی اَتَانَا الْیَقِیْنُ۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آگئی' دیکھو یقین کے معنی بجز موت کے یہاں کچھ اور ہو ہی نہیں سکتے۔

ہندوستان میں عربی زبان کا واحد علم بردار

مجلّہ الضّیاء لکھنو

جو

ہر مہینہ بہترین علمی و ادبی و تعلیمی مقالات پر مشتمل پابندی وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے' اور جس کے متعلق ممالک عربیہ کے مشہور اخبارات اور رسالوں نے گراں قدر خیالات ظاہر کئے ہیں' مشاہیر ادبائے مصر و شام اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ہندو بیرون ہند کے ممتاز اہل قلم حضرات کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ اور شمالی ہندوستان کے علاوہ جنوبی ہند' عدن' خلیج فارس نیز دیگر عربی ممالک میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ مدیر مسؤل: مسعود عالم ندوی۔ نگران و سرپرست حضرت علامہ سید سلیمان ندوی مدظلہ العالی قیمت سالانہ ۸ ششماہی ۴ - مشتہرین خط و کتابت کریں۔ نمونہ کا پرچہ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

مینیجر الضیاء لکھنو